© rasailojaraid.com

سیاستِ عادلہ
(۲)

—— مولانا سلطان احمد اصلاحی

خدا ترسی وخیر پسندی:

معاصر دنیا کی سیاست کا نام آتے ہی ذہن میں ناخدا ترسی ، مکر وفریب ، بے ایمانی وبدعنوانی اور جرائم پسندی کا تصور ابھرتا ہے ۔ یہاں تک کہ سیاست کو ایک ایسا گندا تالاب باور کیا جاتا ہے جس میں غوطہ زنی کے بعد آدمی کا پاک باز اور پاک دامن باقی رہنا ممکن نہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے مخلص اور ایمان دار لوگ ، جو سیاست کے ذریعہ سماج اور معاشرے کی مخلصانہ خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں ، وہ اس کی اس ابتری کو دیکھ کر اپنے قدم پیچھے ہٹانے کے لیے مجبور پاتے ہیں ، اسلام سیاست کو جس بلندی اور پاکیزگی سے ہم کنار کرنا چاہتا ہے اور جس کا کامیاب ترین تجربہ آج سے چودہ سو سال پہلے خلافت راشدہ کی صورت میں دنیا دیکھ چکی ہے ، اس کا طرز و انداز اس سے بالکل مختلف اور جداگانہ ہے ۔ اس کے مطابق دنیا کی امامت وسیادت کے منصب پر جو لوگ فائز ہوں گے اور جن کے ہاتھ میں حکومت واقتدار کی زمام ہوگی وہ نماز وزکوۃ کا اہتمام کرنے والے ، بھلائی کا حکم دینے والے اور برائی سے منع کرنے والے ہوں گے :

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ (الحج: ۴۱)

وہ لوگ جن کو اگر ہم زمین پر اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں ، زکوۃ ادا کریں ، بھلائی کا حکم دیں ، اور برائی سے منع کریں اور تمام معاملات کا انجام اللہ کے ہاتھ ہے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس آیت کریمہ میں اسلامی ریاست کے حکم رانوں کے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا جو حکم ہے اس کا مطلب یہ بالکل نہیں ہے کہ وہ صرف اپنے طور پر اس کا اہتمام کرلیتے ہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خود تو وہ نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہی ہیں، اس سے آگے وہ اپنی پوری مملکت میں اس کی فضا ہموار کرتے اور اس کا نظام قائم کرتے ہیں۔ معلوم ہے کہ اسلام میں نماز اور زکوٰۃ پورے دین کا عنوان ہے۔ نماز کے اہتمام کے ذریعہ انسان کا اپنے اللہ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ بندۂ مومن کی شعوری نماز انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر دائرے میں اس کو نفس و شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھتی اور اس کو جادۂ حق وصواب پر استوار رکھتی ہے۔ سچی زکوٰۃ کے ذریعہ آدمی خدا کے بندوں سے جڑتا اور ان کے دکھ درد میں ان کا شریک اور حصہ دار بنتا ہے۔ معاصر دنیا کی سیاست میں حکم راں عوام کو لوٹتے، چوستے اور ان کا استحصال کرتے ہیں۔ اسلام کی سیاست عادلہ میں حاکم عوام کا خادم اور ان کا ہم درد وغم گسار ہوتا ہے۔ اپنے طور پر زکوٰۃ کی ادائیگی اور اس کا نظام قائم کرکے وہ اس ہم دردی اور بہی خواہی کا عملی ثبوت فراہم کرتا ہے۔ اس کے بعد جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ کہ دنیا کے اندر بھلائی کا نظام قائم ہو اور برائیوں کا خاتمہ عمل میں آئے۔ اسلام کی سیاست عادلہ کے کار پردازوں کی یہی خصوصیات آگے بیان ہوئی ہیں کہ وہ روئے زمین پر بھلائیوں کے فروغ اور برائیوں کے خاتمہ کا اپنے کو پابند تسلیم کرتے ہیں۔

ایک اور موقع پر بھی ان کی یہی خصوصیت اور ان کی یہی خوبی بیان کی گئی ہے۔ زمین میں حکومت و اقتدار مل جانے کے بعد وہ بے لگام نہیں ہوتے، بلکہ اپنی پوری زندگی میں ایمان اور عمل صالح کی روش پر کار بند ہوتے ہیں۔ ایک خدا کی بندگی کے راستے پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہتے ہیں، جس کی برکت سے ہی زندگی میں دین ودنیا کی بھلائیوں کا ظہور ہوتا ہے۔ اسی طرح نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کے ساتھ وہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر دائرے میں رسولؐ کے بتائے ہوئے طریقے پر کار بند ہوتے ہیں، جس کے نتیجے میں دنیا و آخرت میں وہ رحمت ایزدی کو اپنا ہم رکاب پاتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ
فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ
مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ
الَّذِیْ ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ
بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ
لَایُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ
ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ.
وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ
وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ
(نور: ۵۵۔۵۶)

اللہ نے وعدہ کر رکھا ہے کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لانے والے اور نیک عمل کرنے والے ہوں گے وہ ان کو ضرور زمین میں اقتدار بخشے گا جیسا کہ اس نے پہلے لوگوں کو اقتدار بخشا اور ان کے لیے ان کے اس دین کو غلبہ عطا کرے گا جس کو اس نے ان کے لیے پسند کر رکھا ہے اور ان کی خوف کی حالت کو امن میں تبدیل کر دے گا۔ (جس کے بعد وہ بے خوف وخطر) میری بندگی کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اس کے بعد بھی جو لوگ کفر کے راستے پر جمے رہیں تو یہی اصل نافرمان ہیں۔ اور نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی پیروی اختیار کرو۔ امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔

عہدے اور مناصب سے دوری:

معاصر دنیا کی سیاست کی آفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہاں ہر شخص عہدے اور منصب کا بھوکا ہے۔ سیاست کے ذریعہ عوامی خدمت بس برائے نام ہی رہ گئی ہے۔ ورنہ اس کا اول و آخر مقصود عہدوں اور مناصب کی طلب رہ گیا ہے۔ موجودہ سیاست کے اس گھٹاٹوپ اندھیرے میں اسلام کی تعلیمات سے ہدایت اور روشنی حاصل کی جا سکتی ہے۔ رہبر اعظم ﷺ نے اپنے چاہنے والوں کو عہدہ و منصب کی طلب اور خواہش سے دور رہنے کی تلقین کی ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہؓ کو ایک موقع پر آپ ﷺ نے خطاب کر کے ارشاد فرمایا:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یاعبد الرحمن بن سمرة ، لاتسأل الامارة ، فإن أعطيتها عن مسئلة وُكّلتَ اليها ، وإن أعطيتها عن غير مسئلة اعنت عليها [1]

اے عبد الرحمٰن بن سمرہؓ! حکومت وسربراہی کے طلب گار مت بنو اس لیے کہ اگر یہ تمھیں مانگنے سے ملے گی تو تم کو اس کے ساتھ اکیلا چھوڑ دیا جائے گا اور اگر یہ تم کو بغیر مانگے ملے گی تو تم کو اس کے لیے اچھے مددگاروں کی رفاقت نصیب ہوگی۔

یہ سیاست میں روحانیت کی آمیزش کا مسئلہ ہے۔ ایک مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال نہ ہو تو وہ دین و دنیا کا کوئی کام ٹھیک طریقے سے انجام نہیں دے سکتا۔ جوڑ توڑ سے کسی منصب کو حاصل کر کے آدمی اگر اللہ کی مدد سے محروم ہو جائے تو اس سے بڑھ کر اس کی دوسری بدنصیبی نہیں ہو سکتی ہے۔ اسی لیے سچے مسلمان کو ہمیشہ طلب اور کوشش کے بغیر کسی عہدے اور منصب کو قبول کرنے کے لیے آمادہ ہونا چاہیے۔ یہ اس حدیث نبویؐ کا بڑا اہم نکتہ ہے جسے نمایاں کرنے کے لیے امیر المومنین فی الحدیث امام بخاریؒ نے زیرِ نظر باب کے علاوہ اس سے اوپر اس مضمون کو ممتاز کرنے کے لیے اس کا ایک الگ باب بھی قائم کیا ہے، جس میں انھوں نے اس روایت کو الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ دوبارہ نقل کیا ہے:

باب من لم يسأل الإمارة أعانه الله عليها [2]

اس کا باب کہ جو حکومت و سربراہی کا طلب گار نہ ہو اللہ اس کے معاملے میں اس کی مدد کرتا ہے۔

اس کے بعد وہ دوسرا باب ہے جس سے ہم نے اوپر کی روایت نقل کی ہے:

باب من سأل الإمارة وكّل اليها [3]

اس کا باب کہ جو حکومت و سربراہی کا طلب گار ہوتا ہے وہ اس کے ساتھ اکیلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔

دوسری روایت میں اس کی مزید تفصیل ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روایت ہے کہ ایک موقع پر میں اور میرے قبیلہ کے دو اور اشخاص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کچھ دیر بعد ان دونوں آدمیوں میں سے ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم کو کوئی عہدہ اور منصب عطا فرمایئے۔ دوسرے شخص نے بھی آپؐ سے اس کی فرمائش کی۔ اس کے جواب میں آپؐ نے ارشاد فرمایا:

انا لانولی من سالہ ولا من حرص علیہ ؎	ہم کوئی عہدہ اور منصب اس شخص کو نہیں دیتے جو اس کا طلب گار ہوتا ہے یا اس کے اندر اس کا لالچ ہوتا ہے۔

صحیح بخاری کے اسی باب میں آپ ﷺ کی دوسری حدیث بھی ہے جس میں آپؐ نے قیامت تک کے لیے اصولی طور پر عہدہ اور منصب کے لالچ سے بچنے اور اس کی بڑھی ہوئی ذمہ داریوں میں کوتاہی کے نتیجہ میں قیامت کے دن ہونے والی شرمندگی اور پشیمانی کا تذکرہ کر کے اس سے دور رہنے کی تلقین کی ہے۔ وسائل حیات کی ترقی کے ساتھ معاصر دنیا کی سیاست بھی بہت پرکشش ہوگئی ہے۔ ایک بار جس کو اس کا مزہ مل جائے پھر وہ کسی طرح اسے چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتا ہے۔ حدیث کے آخری ٹکڑے میں اس کی بہت اچھی مثال دی ہے۔ بچے کو ماں کا دودھ پینے میں کتنا سکھ ملتا ہے۔ لیکن جب اس کا دودھ چھڑایا جاتا ہے تو اس کو اسی قدر تکلیف بھی ہوتی ہے۔ یہی حال حکومت و اقتدار اور عہدہ و منصب کا ہے کہ اس سے حاصل ہونے والی سہولت اور راحت تو آدمی کو بہت اچھی لگتی ہے، لیکن ذمہ داریوں میں کوتاہی کے نتیجے میں اللہ کی جناب میں اس کی جو جواب دہی کرنی ہوگی اس سے اس کی دنیا کا سارا سکھ ہرن ہوجائے گا۔ بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ زبان تہذیب اور عقیدے کی علم بردار ہوتی ہے۔ اس کی روشنی میں وطن عزیز کی سیاست میں 'ستا کا سکھ بھوگنے' کی تعبیر کا تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کے نزدیک یہ تعبیر ہی صحیح نہیں ہے۔ یہاں تو مسئولیت ہی مسئولیت ہے جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے خداترس و دین دار امیر اور خلیفہ کا دن کا چین اور رات کا آرام حرام ہوجاتا ہے۔ اب حدیث نبوی علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ پڑھیے جس کی روایت صحابیٔ رسول حضرت ابو ہریرہؓ کرتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انکم ستحرصون علی الإمارة، وستکون ندامة یوم القیامة، فنعم المرضعة وبئست الفاطمة ۵

ایک وقت آئے گا جب کہ تمہارے اندر عہدہ ومنصب کا لالچ پیدا ہوجائے گا، لیکن قیامت کے دن یہ سراسر پچھتاوا کا باعث ہوگا۔ تو اچھا ہے کہ یہ دنیا میں نہ ملے؟ جس سے کہ آخرت میں پچھتانا نہ پڑے۔

حضرت عمر فاروق اعظمؓ کا تو اس مسئلے میں یہاں تک کہنا ہے کہ:

لو علمت أن أحداً أقویٰ علی هذا الأمر منّی لکان أن أقدَّم فیُضرب عنقی أهون علیّ فمن ولی هذا الأمر بعدی فلیعلم أن سیردّه عنه القریب والبعید وأیم الله إن کنت لأقاتل الناس عن نفسی ۶

اگر مجھ کو پتہ ہو کہ میرے مقابلے میں دوسرے کے اندر حکومت چلانے کی زیادہ اہلیت ہے تو یہ بات کہ آگے بڑھا کر میری گردن ماردی جائے اس کے مقابلے میں میرے لیے زیادہ آسان ہوگی۔ تو میرے بعد اس معاملے کا جو ذمہ دار ہو اس کو پتا ہونا چاہیے کہ اس کے نزدیکی اور دور کے سب مل کر اس کو اس سے بے دخل کرنے کی کوشش کریں گے۔ خدا کی قسم اپنے دفاع میں لوگوں سے لڑتے میری عمر گزر گئی۔

دوسرے موقع پر اس کی وضاحت ہے، جہاں حضرت صدیق اکبرؓ کی موجودگی میں قوم کی سربراہی کے مقابلے میں انھوں نے اپنی گردن مار دیے جانے کو ترجیح دی:

لأن أُقدَّم فتُضرب عنقی أحبّ الیّ من أن أتأمرّ علی قوم فیهم أبو بکرؓ ۷

مجھے کھینچ کر لایا جائے اور میری گردن اڑادی جائے یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں اس جماعت کی امارت قبول کروں جس میں ابوبکرؓ جیسی ہستی موجود ہو۔

معاصر دنیا کی سیاست کو اس بے نفسی اور احتیاط کا معمولی سے معمولی حصہ بھی مل جائے تو اس کی کایا پلٹ ہوجائے۔ اسلام کی سیاست عادلہ اس کے لیے اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کایا پلٹ کا پورا سامان کرتی ہے۔ اب اس کا انحصار ان سطور کے پڑھنے والوں اور سننے والوں پر ہے کہ وہ اپنے کو اس کے لیے کس حد تک آمادہ کر پاتے اور اسلام کی نجات دہندہ تحریک کے چشمۂ صافی سے اپنے کو کس قدر سیراب کرنا چاہتے ہیں۔

عدل وانصاف:

عدل و انصاف پر ضمناً گفتگو اس سے پہلے ’اتباع ہوئی سے گریز‘ کے عنوان کے تحت آچکی ہے۔ لیکن اسلام کی سیاست عادلہ میں یہ مضمون مرکزی اہمیت کا حامل ہے اس لیے اس پر الگ عنوان کے تحت گفتگو ضروری معلوم ہوتی ہے۔ سیاست اگر انصاف سے عاری ہو جائے تو یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ جسم سے روح نکل جائے۔ اسلام کی سیاست عادلہ اپنے ہیکل سے اس روح کی جدائی کے لیے کسی صورت میں تیار نہیں۔ اس لیے کتاب اللہ میں اس کی تاکید ہے کہ کسی لاگ لپیٹ اور کسی جانب داری اور تحفظ کے بغیر دنیا میں عدل و انصاف کا قیام اور اس کا بول بالا ہونا چاہیے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰی اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِهِمَا . فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا (نساء: ۱۳۵)

اے مسلمانو! عدل و انصاف کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے والے، اور اللہ اور اس کے (حق کی) گواہی دینے والے بن جاؤ۔ چاہے، یہ تمہاری اپنی ذات، تمہارے ماں باپ اور تمہارے رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی زد میں آنے والا مال دار یا محتاج جو بھی ہو ان کی اللہ کو زیادہ فکر ہے۔ تو تم خواہشِ نفس کی پیروی میں انصاف کے راستے سے نہ ہٹو۔ اس کے باوجود اگر تم (گواہی میں) گڑبڑی کرتے یا (اس سے) روگردانی کرتے ہو تو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح پتا ہے کہ تم کیا کچھ کرتے ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس آیت کریمہ میں ایک بات تو یہ کہی گئی ہے کہ انفرادی و اجتماعی تمام دائروں میں بے لاگ عدل و انصاف کے قیام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ انسان کا خواہشِ نفس کی پیروی میں گرفتار ہو جانا ہے، جس پر اس سے پہلے تفصیلی کلام ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن کی یہ دستوری آیت کریمہ دنیا میں ہمہ جہت انصاف کے قیام کے معاون اسباب کی نشان دہی کرتی اور اس کی آفات اور اس کی رکاوٹوں کا پتا دیتی ہے۔ سب سے پہلی بات یہ کہ جب تک ایک اللہ کی ذات پر آدمی کا ایمان، دوسرے لفظوں میں اللہ کی ذات کو زندگی میں مرکزی مقام حاصل نہ ہو انسانی زندگی میں عدل و انصاف کی آبیاری کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ جب تک آدمی اللہ کو حاضر و ناظر جان کر حق کی گواہی دینے کو تیار نہ ہو گاؤں کی پنچایت سے لے کر عدالتِ عظمیٰ تک اور میونسپلٹی کی سطح سے وزارتِ عظمیٰ اور قصرِ سلطنت تک حق و انصاف کی آبیاری کی ضمانت حاصل نہیں کی جا سکتی۔ کتاب اللہ کی تاکید ہے کہ یہ گواہی اپنے خلاف اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں جس کسی کے بھی خلاف کیوں نہ جائے اس میں کسی قسم کا جھول اور لچک نہیں آنی چاہیے۔ بسا اوقات انصاف سے انحراف کا محرک بظاہر پاکیزہ ہو سکتا ہے کہ غلط گواہی سے کسی غریب اور محتاج کا بھلا ہو جائے گا۔ اسی طرح اکثر صورتوں میں کسی شخص کی دولت مندی اور اس کے اثر و رسوخ سے مرعوب ہو کر آدمی غلط گواہی کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے۔ جادۂ انصاف سے انحراف کے ان دونوں ہی محرکات اور خواہشِ نفس کے فریب میں نہ آکر بے لاگ انصاف کو یقینی بنانے کا حکم دیا گیا۔ آخر میں پھر تنبیہ کی گئی کہ ان تاکیدات کے باوجود اس سلسلے میں اگر کوتاہی ہوتی ہے، سچی گواہی میں ہیر پھیر کیا جاتا ہے، یا اس کو دینے سے انکار کیا جاتا ہے تو آخرت میں اس جرم عظیم پر اللہ کی پکڑ کے لیے تیار رہنا چاہیے، جو دنیا میں آدمی کے ہر چھوٹے بڑے عمل کو دیکھ رہا ہے اور اس کے ظاہر و باطن ہر ایک کو وہ یکساں طور پر سمجھتا اور جانتا ہے۔ افسوس ہے کہ سمجھ دار انسانوں کی بہت بڑی اکثریت اللہ کی کتاب سے منھ موڑ کر اپنے مسائل کا حل چاہتی اور دنیا میں عدل و انصاف کی آبیاری کی آرزو مند ہے۔ لیکن ان تعلیمات کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نظر انداز کر کے اس کی اس خواہش کی کبھی تکمیل نہیں ہو سکتی۔

دوسرے موقع پر بھی اس سلسلے میں اللہ کی کتاب کی تاکید کا یہی رنگ ہے۔ البتہ یہاں اس کا اضافہ ہے کہ انصاف کے معاملے میں اپنے اور غیر ہی نہیں دوست دشمن کے معاملے کا بھی کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے۔ ساتھ ہی اس کی آبیاری کے لیے خوفِ خدا کو لازمی شرط کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ فرد کی ذاتی زندگی کی طرح قوموں اور جماعتوں کی اجتماعی زندگی میں اس تقویٰ اور خوفِ خدا کا دور دورہ نہ ہو، تو آج کی ترستی انسانیت کو انصاف کی ایک بوند بھی نصیب نہ ہو سکے گی:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (مائدہ:۸)

اے مسلمانو! تم اللہ واسطے اٹھ کھڑے ہونے والے بنو انصاف کی گواہی دیتے ہوئے اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس گناہ میں مبتلا نہ کرے کہ تم عدل سے کام نہ لو۔ عدل کو مضبوطی سے پکڑو۔ یہ خوف خدا سے قریب تر ہے۔ اور اللہ سے ڈرو، بلا شبہ اللہ کو خوب پتہ ہے جو تم کرتے ہو۔

سورۂ نساء کی آیتِ بالا میں "قوّامین بالقسط شهداء للّٰہ" (انصاف کو پکڑنے والے اور اللہ واسطے گواہی دینے والے) ہے اور یہاں "قوّامین للّٰہ شهداء بالقسط" (اللہ کے لیے اٹھ کھڑے ہونے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے) کہا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کا تتمہ اور تکملہ ہیں۔ پہلی آیت کریمہ میں انصاف کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کا مطلب ہے اللہ واسطے پکڑنا اور اللہ واسطے گواہی دینے کا مطلب ہے انصاف کے لیے گواہی دینا۔ اسی طرح یہاں اللہ کے لیے اٹھ کھڑے ہونے "قوامین للّٰہ" کا مطلب انصاف کے واسطے اٹھ کھڑا ہونا اور انصاف کی گواہی دینے "شهداء بالقسط" کا مطلب ہوا اللہ واسطے اس کی گواہی دینا۔ اس سے انصاف اور توحید دوسرے لفظوں میں قانون اور اخلاق کے گہرے اور نازک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترین رشتے کی گتھی سلجھتی ہے۔ زندگی میں جب تک اللہ کی ذات کو مرکزیت حاصل نہ ہوگی عدل وانصاف کی طرح دوسری تمام مطلوبہ قدروں کو ان کی جائز جگہ حاصل نہ ہوگی۔ آگے دشمن کے ساتھ انصاف نہ کرسکنے کے لیے لفظ جرم کا استعمال کیا گیا ہے ''وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰى اَنْ لَّا تَعْدِلُوا '' جس سے مزید اس کی عظمت اور اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آخری بات اللہ کے خوف اور تقویٰ کی ہے جس کے بغیر کبھی انصاف کی یہ بیل منڈ چڑھنے والی نہیں، جیسا کہ اس کا تذکرہ اس سے پہلے ہو چکا ہے۔

احادیث وآثار سے بھی انصاف کی یہی اہمیت سامنے آتی ہے۔ انصاف کا الٹا ظلم ہے۔ جس سے بچنے اور دُور رہنے کی اللہ کے رسول ﷺ نے بڑی تاکید کی ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اتقوا الظلم فإن الظلم ظلمات یوم القیامة واتقو الشحّ فإن الشحّ أهلک من کان قبلکم حملهم علی أن سفکوا دماء هم واستحلوا محارمهم [۸]

ظلم سے بچو اس لیے کہ ظلم قیامت کے دن اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا۔ اسی طرح لالچ اور بخل سے دور رہو اس لیے کہ لالچ اور بخل تم سے پہلے لوگوں کو بری طرح تباہ کر چکا ہے۔ اس نے لوگوں کو آمادہ کیا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کا خون بہائیں اور ایک دوسرے کی عزت وناموس کو تار تار کریں۔

یہ حدیث شریف اس مضمون کے سلسلے میں بہت جامع ہے، جس میں ظلم کے ساتھ اس کے سبب اور محرک کی بھی نشان دہی کی گئی ہے۔ یہ حرص وطمع اور لالچ (شح) کا مرض ہے جس کے سامنے آدمی بالکل بے بس ہو کر رہ جائے اور اس کو اپنے اوپر بالکل قابو نہ رہے۔ جس فرد اور قوم کے اندر یہ مرض پیدا ہو جائے وہ اس کو بالکل اندھا بنا کے رکھ دیتا ہے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے ماضی کی قوموں کا حوالہ دیا ہے۔ حال سے بھی اس کی اسی طرح تصدیق ہوتی ہے۔ گزشتہ صدی عیسوی میں دنیا میں دو بڑی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جنگیں جولڑی گئیں جس کے نتیجے میں کروڑوں انسان موت کے گھات اتارے گئے اور ان کی جان کے ساتھ ان کے مال اوران کی عزت وآبرو کے ساتھ کھلواڑ کیا گیا اوران پر طرح طرح سے مظالم کے پہاڑ توڑے گئے اس کا اصل سبب اور محرک بھی وسائل معیشت پر قبضہ اور ملک گیری کی ہوس کے سوا دوسرا نہ تھا۔ اور آج کی یک قطبی دنیا کی واحد سپر پاور کے ذریعہ جو کچھ ہورہا ہے اس کو بھی اسی شدید حرص وطمع اور لالچ (شحّ) کا ثمرہ اور نتیجہ کہنا چاہیے۔ ایک اور حدیث میں بھی آپ ﷺ نے اس کی ایسی ہی ممانعت فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کی مشہور حدیث ہے:

أنصر أخاك ظالماً أو مظلوماً	اپنے بھائی کی مدد کرو، چاہے وہ ظلم کرنے والا ہو یا اس پر ظلم کیا جارہا ہو۔

بات چونکانے والی تھی اس لیے لوگوں نے سوال کیا کہ مظلوم کی مدد کا مطلب تو سمجھ میں آتا ہے لیکن یہ ظالم کی مدد کرنے کا کیا مطلب ہے؟ اس پر آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کے ہاتھ کو روک دیا جائے۔ [9] دوسرے موقع پر آپ ﷺ کے سلسلے میں صراحت ہے کہ:

کان النبی ﷺ یتعوذ............ من دعوة المظلوم [10]	نبی ﷺ (اللہ سے) اس کی پناہ طلب کرتے تھے کہ...... کسی مظلوم کی ان پر بددعا پڑے۔

اسی جگہ اس دعا کے الفاظ بھی نقل کیے گئے ہیں:

......واعوذبک أن أظلم او أُظلَم [11]	......اور (اے اللہ) میں تجھ سے اس کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ میں کسی پر ظلم کروں یا یہ کہ کوئی دوسرا مجھ پر ظلم کرے۔

قرآن شریف ہی کی طرح یہاں بھی اس معاملے میں اپنے اور غیر اور مسلمان اور کافر کا فرق نہیں ہے۔ مسند احمد میں صحابیِ رسول حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اتقوا دعوۃ المظلوم وان کان کافراً فانہ لیس دونھا حجاب ۱۲؎

مظلوم کی بددعا سے بچو، چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ وہ بلا روک اوپر پہنچتی ہے۔

اس کے برعکس جو لوگ زمین میں عدل وانصاف قائم کریں گے، اس کے حق میں فضا بنائیں گے اور اس کا نفاذ عمل میں لائیں گے قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص اعزاز واکرام کے مستحق ہوں گے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی مشہور ترین حدیث کے بموجب حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ جن سات افراد کو خاص طور پر اپنے عرش کے سایے تلے جگہ دے گا، ان میں سرفہرست عدل پرور اور عدل گستر حاکم اور فرماں روا ہوگا۔ اللہ کے نبی ﷺ کا یہ ارشاد حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے ہے:

سبعۃ یظلّھم اللہ یوم لاظلّ الاّ ظلّہ :الإمام العادل ...... ۱۳؎

سات طرح کے لوگ ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) سایہ فراہم کرے گا جس دن کہ اس کے سایے کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا ...... ان میں سے ایک عدل پرور حکمراں ہوگا۔

دوسری حدیث میں ہے:

إنّ المقسطین عند اللہ علی منابر من نور ۱۴؎

انصاف کرنے والے (قیامت کے دن) اللہ کے پاس نور کے منبروں پر ہوں گے۔

دوسری احادیث میں بھی اس کا اسی اہتمام سے تذکرہ ہے۔ صحیح بخاری ومسلم کی روایت میں مسلمانوں کے امام اور خلیفہ کی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ اس کی بدولت مسلمانوں کے دین ودنیا کے مفادات کا تحفظ ہوتا ہے۔ وہ ان کی جان ومال اور ان کی عزت وآبرو کے بچاؤ کے مقصد سے ان کے لیے بطور ڈھال کے کام آتا ہے۔ اور اس کی سربراہی میں ان کے لیے اپنے ان مفادات کے لیے لڑنا آسان ہوتا ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وإنما الإمام جُنّة يقاتل من ورائه ويُتقى به ۱۵

وقت کا حکمراں ڈھال ہوتا ہے جس کے پیچھے سے جنگ لڑی جاتی اور اس کے ذریعہ اپنا بچاؤ کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد کا ٹکڑا ہے جو اصل دل چسپی کا ہے:

فإن أمر بتقوى الله وعدل فانّ له بذلك اجراً ، وان قال بغيره فان عليه منه ۱۶

اگر وہ اللہ سے ڈرنے کا حکم دیتا ہے اور انصاف سے کام لیتا ہے تو اس کو اس کا بڑا بدلہ ملے گا، اگر اس کا طرزِ عمل اس کے برعکس ہوگا تو وہ اس کے وبال سے دوچار ہوگا۔

یہ دراصل حضرت ابو ہریرہؓ کی اس مشہور حدیث کا آخری ٹکڑا ہے جس کا ابتدائی حصہ الفاظ کے تھوڑے سے فرق سے اوپر گزر چکا ہے۔ یہاں اس کے الفاظ ہیں:

من أطاعني فقد أطاع الله ، ومن عصاني فقد عصى الله ، ومن يطع الأمير فقد أطاعني ، ومن يعص الأمير فقد عصاني ۱۷

جس نے میری بات مانی اس نے اللہ کی بات مانی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جو امیر کی بات مانے اس نے میری بات مانی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

آپ ﷺ کی دیگر احادیث میں بھی امیر اور خلیفہ کی طرف سے اپنے عوام کے تئیں اس عدل و انصاف کی ایسی ہی تاکید ہے۔ جامع ترمذی میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت سے اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

إن أحبّ الناس الى الله يوم القيامة وأدناهم منه مجلساً إمام عادل و أبغض الناس الى الله وأبعدهم منه مجلسا إمام جائر ۱۸

اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے زیادہ محبوب اور اس سے قریب باریابی پانے والا عدل پرور حکم راں ہوگا، اسی طرح اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور اس سے دور بٹھایا جانے والا ظالم حکم راں ہوگا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسی طرح حضرت عمر بن الخطابؓ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن أفضل عباد الله عند الله منزلة يوم القيامة إمام عادل رفيق وإن شرّ الناس عند الله منزلة يوم القيامة إمام جائر خرق ۱۹

قیامت کے دن اللہ کے نزدیک اس کے بندوں میں سب سے اونچے مرتبے پر فائز عدل پرور حکمراں ہوگا جو ساتھ ہی نرم خو ہو۔ اسی طرح قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بری جگہ پانے والا ظالم حکمراں ہوگا جو اسی طرح بے سمجھ بھی ہو۔

یہاں تک کہا گیا ہے کہ:

إن اللّٰه يقيم الدولة العادلة وإن كانت كافرة، ولايقيم الظالمة وإن كانت مسلمة ۲۰

اللہ تعالیٰ عدل پرور حکومت کو باقی رکھتا ہے اگر چہ وہ کفر کے راستے پر کیوں نہ ہو، لیکن وہ ظالم حکومت کو باقی رہنے نہیں دیتا اگر چہ وہ اسلام کی پیروکار ہو۔

اسی بات کو دوسرے لفظوں میں بھی کہا گیا:

الدنيا تدوم مع العدل والكفر ولاتدوم مع الظلم والإسلام ۲۱

دنیا انصاف اور کفر کے ساتھ تو چل سکتی ہے لیکن وہ اسلام اور ظلم کے ساتھ نہیں چل سکتی۔

عدل وانصاف کے سلسلے میں شاید یہ آخری بات ہے جو کہی جا سکتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ ظلم اور نفاق کے نتیجے میں صرف حکومت واقتدار ہاتھ سے نہیں جاتا بلکہ اس کا وبال بعض دوسری صورتوں میں بھی ظاہر ہوتا ہے:

......ولاحكم قوم بغير الحق الافشا فيهم الدم ۲۲

جس قوم کے اندر حق کے خلاف فیصلے ہوتے ہیں اس کے یہاں قتل وخون ریزی کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمان القرآن کا یہ پورا اثر بڑا چونکانے والا اور عبرت انگیز ہے۔ اس لیے یہاں اسے پورا پورا نقل کیا جاتا ہے۔

ماظهر الغلول فی قوم قط الّا ألقی فی قلوبهم الرعب، ولا فشا الزنیٰ فی قوم قطّ الّا کثر فیهم الموت، ولا نقص قوم المکیال والمیزان الا قُطع عنهم الرزق، ولا حکم قوم بغیر الحق الّا فشا فیهم الدم، ولا ختر قوم بالعهد الّا سلط اللّٰه علیهم العدوّ ۲۳

جس قوم میں بے ایمانی عام ہوجاتی ہے اس کے دلوں میں خوف و دہشت پیوست کر دی جاتی ہے، اور جس قوم میں زنا کاری پھیل جاتی ہے اس میں کثرت سے موتیں ہونے لگتی ہیں اور جو قوم ناپ تول میں کم کرنے لگتی ہے اس کی روزی گھٹ جاتی ہے۔ اور جس قوم کے اندر حق کے خلاف فیصلے ہونے لگتے ہیں اس کے یہاں قتل و خوں ریزی کا بازار گرم ہوجاتا ہے۔ اور جو قوم عہد شکنی کی عادی ہوجاتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ دشمن کو مسلط کر دیتے ہیں۔

کہاں اسلام کی سیاست عادلہ کے عدل وانصاف کا یہ منارۂ نور اور کہاں معاصر دنیا کی ظلمت آلود سیاست، جس میں اقوام متحدہ میں دنیا کی چند طاقت ور اقوام کو ''ویٹو پاور'' کا ظالمانہ اختیار حاصل ہے، جس کی بدولت وہ آئے دن دنیا میں عدل و انصاف کی دھجیاں بکھیرتی اور زمین میں سرکشی اور عدوان کے لیے میدان تیار کرتی ہیں۔ اسلام کی عدل و انصاف سے بے لوث وفاداری ویٹو پاور کی اس روایت کو یک سر مسترد کرتی ہے۔

بدعہدی اور خیانت سے اجتناب

اسلام نے سیاستِ عادلہ کا جو تصور دیا ہے اس کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ ریاست کے ذمہ داروں اور کارکنوں کا دامن بدعہدی اور خیانت سے پاک ہونا چاہیے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کی ہدایات بہت واضح ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے۔

من كان يومن بالله واليوم الآخر فلا يركب دابة من فئ المسلمين حتى اذا أعجفها ردّها فيه ومن كان يومن بالله وباليوم الآخر فلا يلبس ثوباً من فئى المسلمين حتى اذا أخلقه ردّه فيه ۲۴

جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ مسلمانوں کے فئی کے مال (سرکاری مال) کے کسی جانور پر سواری نہ کرے، یہاں تک کہ جب اس کو خوب کم زور اور لاغر کر لے تو اس کو لا کر اس میں لوٹا جائے، اور جو کوئی اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ مسلمانوں کے فئی کے مال (سرکاری مال) کا کوئی کپڑا نہ پہنے یہاں تک کہ جب اس کو خوب پرانا کر لے تو اس کو اس میں لا کر لوٹا جائے۔

اسی طرح دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

أدّو الخياط والمخيط، وايّا كم و الغلول فإنّه عار على أهله يوم القيامة ۲۵

سوئی دھاگے تک (سرکاری خزانے میں) جمع کرو اور بے ایمانی کے پاس بھی نہ پھٹکو اس لیے کہ قیامت کے دن وہ ایسا کرنے والے کے لیے باعث ننگ و عار ہوگی۔

نیز یہ کہ:

إذا وجدتم الرجل قد غلّ فأحرقوا متاعه واضربوه ۲۶

جب تم دیکھو کہ کسی شخص نے بے ایمانی کی ہے تو اس کا سامان جلا دو اور اس کو مارو الگ سے۔

یہاں تک فرمایا کہ:

من كتم غالًّا فإنّه مثله ۲۷

جو کسی بے ایمان کو بچانے کی کوشش کرے وہ بھی اسی کے مانند ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کھوٹ اور خیانت کی یہ صورت عامۃ الناس سے متعلق ہے۔ اس کی دوسری صورت امراء و حکام سے متعلق ہے جس میں وہ اپنے عہدے اور منصب کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس کے سلسلے میں بھی آپؐ کی اسی طرح کی سخت وعیدیں ہیں۔ ایک موقع پر قبیلۂ بنو اسد کے ایک شخص ابن اللتبیہ کو آپؐ نے صدقہ کی وصولی پر مامور فرمایا۔ واپس آنے پر وہ کہنے لگے کہ یہ مال تو مسلمانوں کا ہے اور یہ مجھ کو ہدیہ میں دیا گیا ہے۔ اطلاع ہونے پر آپؐ اس پر سخت ناراض ہوئے اور موقع کی مناسبت سے یہ بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا:

مابال العامل نبعثه فيأتي فيقول: هـذا لك و هـذا لـي، فهلاّ جلس في بيت أبيه وأمه فينظر أيهدىٰ له أم لا ؟ والذي نفسي بيده لايأتي بشئ الّا جاء يوم القيامة يحمله على رقبة، ان كان بعيراً له رغاء أو بقرة لها خوار او شاة تعير ۲۸

سرکاری کارندوں کا بھی عجب حال ہے کہ ہم ان کو بھیجتے ہیں تو وہ آکر کہتے ہیں کہ: یہ آپ کا ہے اور یہ ہمارا ہے۔ تو ایسا شخص کیوں نہیں اپنے باپ اور ماں کے گھر میں بیٹھتا پھر وہ دیکھے کہ اسے کون لاکر ہدیہ دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے ایسے شخص کو اس طریقے سے جو چیز بھی ملے گی قیامت کے دن وہ اس کو اپنی گردن پر لاد کر لائے گا تو اگر اس کی چوری کی ہوئی چیز اونٹ ہوگی تو وہ بلبلائے گا اگر وہ گائے اور بیل ہو تو ڈکار مارے گا اور اگر وہ بکری ہوگی تو وہ ممیائے گی۔

اس کے بعد آپؐ نے ہاتھ اٹھا کر تین بار اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہراتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ألاهل بلغت ۲۹ — میرے اللہ گواہ رہنا کہ میں نے بات کو پہنچا دیا۔

صحیح مسلم میں اسی موقع پر اس سلسلے میں آپ ﷺ کی یہ اصولی ہدایت ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من استعملناه منکم علی عمل فکتمنا مخیطا فمافوقه کان غلولاً یأتی به یوم القیامة ۳۰

تم میں سے جس کسی کو ہم سرکاری کام پر لگائیں اور وہ سوئی یا اس سے اوپر کی کوئی چیز ہم سے چھپائے تو یہ بے ایمانی میں شامل ہوگی ۔ اور قیامت کے دن اس کو اس کا حساب دینا پڑے گا۔

نیز یہ کہ:

من استعملناه منکم علی عمل فلیجیء بقلیله و کثیرة فما أوتی منه أخذ وما نهی عنه انتهی ۳۱

تم میں سے جس کسی کو ہم کسی سرکاری کام پر لگائیں تو تھوڑا یا زیادہ جو اس کو ملے وہ اسے لاکر جمع کرے اب (سرکار کی طرف سے) اس کو جو ملے وہ اسے لے لے اور جو اس سے روک لیا جائے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجتے ہوئے اس سے متعلق اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو جو نصیحت فرمائی اس سے یہ مضمون مزید نکھرتا اور صاف ہوتا ہے۔ اس پوری روایت کو اصل الفاظ کے ساتھ دیکھیے:

عن معاذ بن جبلؓ قال بعثنی رسول الله ﷺ الی الیمن فلمّا سرت أرسل فی أثری فرددت قال أتدری لم بعثت الیک قال لا تصیبنّ شیئاً بغیر إذنی فانه غلول و من یغلل یأت بما غل یوم القیامة لهٰذا دعوتک وامض لعملک ۳۲

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو یمن کے لیے روانہ کیا تو جب میں کچھ دور نکل گیا تو آپ ﷺ نے مجھ کو واپس بلوایا تو جب میں آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سمجھے کہ میں نے تم کو کیوں واپس بلوایا؟ میری اجازت کے بغیر کسی معمولی سے معمولی چیز کو بھی ہاتھ نہ لگانا، اس لیے کہ یہ بے ایمانی میں شمار ہوگا اور جو کوئی کسی طرح کی بے ایمانی کرے گا وہ قیامت کے دن اس کے ساتھ حاضر ہوگا، میں نے تم کو اسی لیے بلایا تھا اب تم جاؤ اور اپنے کام پر لگ جاؤ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن یہ وادی بڑی سنگلاخ اور بڑی پرخار ہے۔ کسی امیر اور حاکم کا اس سے بچ کر نکلنا بہت مشکل ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس پر سخت تنبیہ فرمائی ہے:

ما من أمير عشرة الايُوتىٰ به يوم القيامة مغلولة يداه الى عنقه أطلقه الحق أو أو بقه ۳۳

جو کوئی دس آدمیوں کا بھی ذمہ دار ہوگا تو اس کو قیامت کے دن اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوگا۔ اب اگر وہ سچا ہوگا تو اس کا ہاتھ کھل جائے گا ورنہ وہ اسی طرح بندھا رہے گا۔ اور اس کی تباہی کا پیش خیمہ ہوگا۔

نیز یہ کہ:

لكل غادر لواء يوم القيامة يرفع له بقدر غدره الاَ ولا غادر أعظم غدراً من أمير عامة ۳۴

قیامت کے دن ہر بے ایمان اور بدعہد کی پہچان کے لیے اس کے ساتھ ایک جھنڈا ہوگا جو اس کی بدعہدی اور بے ایمانی کے بقدر اونچا ہوگا اور سب سے بڑا بدعہد اور بے ایمان کسی قوم کا سربراہ اعلیٰ ہوگا۔

اسلام کی سیاستِ عادلہ کی یہ ایک جھلک ہے۔ وطنِ عزیز اور معاصر دنیا کے سیاست داں اور حکم راں اس کے آئینے میں اپنی تصویر دیکھ سکتے ہیں۔ کاش کہ آج کا ذہین اور سمجھ دار طبقہ اسلام اور اس کی نجات دہندہ تحریک کے خلاف بے بنیاد عالمی پروپگنڈہ سے متاثر نہ ہوکر پوری غیر جانب داری اور جذبۂ حق پسندی کے ساتھ اس سے فائدہ اٹھانے اور اس کو قبول کرنے کا اپنے اندر عزم پیدا کر سکے۔

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حواشی ومراجع:

۱۔ صحیح بخاری جلد۴، کتاب الاحکام، باب من سأل الامارة وکل الیہا، صحیح مسلم جلد۳۔ کتاب الامارة، باب النہی عن طلب الامارة والحرص علیہا۔

۲،۳۔ صحیح بخاری، حوالہ سابق

۴۔ صحیح بخاری، جلد۴۔ کتاب الاحکام، باب مایکرہ من الحرص علی الامارة، صحیح مسلم، جلد۳۔ کتاب الامارة، حوالہ سابق۔

۵۔ صحیح بخاری، حوالہ مذکور۔

۶۔ موطا امام محمد/۴۰۰، باب النوادر، خورشید بک ڈپو، لکھنؤ، ۱۹۸۲ء

۷۔ احیاء علوم الدین: ۴/۲۷۹، طبع قدیم، مطبعہ عامرہ شرفیہ، مصر، ۱۳۲۶ھ

۸۔ صحیح مسلم، جلد۴۔ کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الظلم۔ نیز مسند احمد: ۳/۳۲۳

۹۔ صحیح بخاری، جلد۲۔ کتاب المظالم والغصب، باب اعن اخاک ظالما اومظلوما۔ جامع الترمذی: ۲/۵۰، ابواب الفتن عن رسول اللہ ﷺ، باب بلا ترجمہ۔ سنن الدارمی، جلد۲۔ کتاب الرقائق، باب انصر اخاک ظالما اومظلوما۔ نیز مسند احمد: ۳/۹۹، ۲۰۱۔

۱۰۔ سنن نسائی، جلد۲۔ کتاب الاستعاذہ، باب دعوة المظلوم۔

۱۱۔ سنن نسائی، باب الاستعاذة من الذلة، نیز، باب الاستعاذة من القلة۔

۱۲۔ مسند احمد: ۳/۱۵۳۔

۱۳۔ صحیح بخاری، جلد۱۔ کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوة، وفضل المساجد، جلد۴۔ کتاب الحدود، باب فضل من ترک الفواحش۔ صحیح مسلم جلد۲۔ کتاب الزکاة، باب فضل اخفاء الصدقة۔ نیز مسند احمد: ۲/۴۳۹۔

۱۴۔ صحیح مسلم، جلد۳۔ کتاب الامارة، باب فضیلة الامام العادل وعقوبة الجائر والحث علی الرفق بالرعیة والنہی عن ادخال المشقة علیہم۔

۱۵،۱۶۔ صحیح بخاری، جلد۲۔ کتاب الجہاد والسیر، باب یقاتل من وراء الامام ویتقی بہ۔ صحیح مسلم، جلد۳، کتاب الامارة، باب الامام اذا امر بتقوی اللہ وعدل کان لہ اجر۔

۱۷۔ صحیح بخاری، جلد۲۔ کتاب الجہاد والسیر، باب یقاتل من وراء الامام ویتقی بہ۔ حوالہ بالا

۱۸۔ جامع الترمذی، جلد۱۔ ابواب الاحکام عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی الامام العادل، قال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب لانعرفہ الامن ہذا الوجہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۹۔ بیہقی فی شعب الایمان، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح، جلد۲۔ کتاب الامارۃ والقضاء، فصل ثالث۔ ص۳۲۳۔ کتب خانہ رشیدیہ دہلی۔

۲۰،۲۱۔ علامہ ابن تیمیہ م ۷۲۸ھ: الاستقامہ: ۲/ ۲۴۷، طبع جدید، من مطبوعات جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، السعودیہ، طبعہ اولیٰ ۱۹۸۳ء/ ۱۴۰۴ھ، تحقیق: الدکتور محمد رشاد سالم۔ نیز ملاحظہ ہو انہی کی: الحسبۃ، مشمولہ فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۸/ ۱۴۶، طبع جدید، السعودیہ۔ ترتیب: عبدالرحمٰن بن قاسم وابن محمد۔

۲۲،۲۳۔ موطا امام مالک: ۱/ ۳۰۵، کتاب الجہاد، باب ماجاء فی الغلول، مکتبہ تجاریہ کبریٰ (مصر) ۱۹۶۹ء/ ۱۳۸۹ھ۔

۲۴۔ سنن ابو داؤد، جلد۲۔ کتاب الجہاد، باب الرجل ینتفع من الغنیمۃ بشیٔ، سنن الدارمی، جلد۲۔ کتاب السیر، باب النہی عن رکوب الدابۃ من المغنم ولبس الثوب منہ۔

۲۵۔ سنن الدارمی، حوالہ سابق، باب ماجاء انہ قال: ادوا الخیاط والمخیط۔

۲۶۔ ابو داؤد، جلد۲۔ کتاب الجہاد، باب عقوبۃ الغال، سنن الدارمی، حوالہ بالا۔ باب عقوبۃ الغال

۲۷۔ ابو داؤد، حوالہ سابق، باب النہی عن الستر علیٰ من غلّ۔

۲۸،۲۹۔ صحیح بخاری، جلد۴۔ کتاب الاحکام، باب ہدایا العمال۔ صحیح مسلم، جلد۳۔ کتاب الامارۃ، باب تحریم ہدایا العمال۔ البتہ صحیح مسلم میں ألا ھل بلغت، تین کے بجائے دوبار کہنے کی روایت ہے۔

۳۰،۳۱۔ صحیح مسلم، حوالہ سابق۔

۳۲۔ جامع الترمذی، جلد۱۔ ابواب الاحکام عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی ہدایا الامراء۔

۳۳۔ سنن الدارمی، جلد۲۔ کتاب السیر، باب التشدید فی الامارۃ، ص۳۱۳۔ ایضا رواہ البیھقی والبزار ورجالہ رجال الصحیح، ایضا: صححہ الالبانی فی صحیح الجامع، دارمی، محولہ بالا۔

۳۴۔ صحیح مسلم، جلد۳۔ کتاب الجہاد والسیر، باب تحریم الغدر، عامرہ، مصر۔ جامع الترمذی، جلد۲۔ ابواب الفتن عن رسول اللہ ﷺ، باب ما اخبر النبی ﷺ اصحابہ بما ہو کائن الی یوم القیامۃ۔ روایت کے پہلے حصہ کے لیے صحیح بخاری جلد۴۔ کتاب الادب، باب مایدعی الناس بآبائہم۔ نیز مسند احمد: ۳/ ۱۴۲-۱۵۰ وغیرہ۔

© rasailojaraid.com